34630 ـ اللہ پر ایمان لانے کا معنی

سوال

میں نے اللہ تعالی پر ایمان لانے کے بہت فضائل سنے اور پڑھے بھي ہیں، میری آپ سے گزارش ہے کہ اللہ تعالی پر ایمان کا معنی کیا ہے اس کے متعلق کچھ روشنی ڈالیں تا کہ میں اس پر عمل کرسکوں، جو مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے منہج کي مخالفت سے دور رکھے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اللہ تعالی پر ایمان یہ ہے کہ اللہ تعالی کے وجود پر یقین جازم ہو اور اس کي ربوبیت اور الوہیت اور اسماء صفات پر بھي یقین جازم ہو.

اللہ تعالی پر ایمان چار امور پر مشتمل ہے، جو شخص بھي ان پر ایمان رکھے وہ پکا اور سچا اور حقیقی مومن ہے:

اول: اللہ تعالی کے وجود پر ایمان:

اللہ تعالی کے وجود پر عقل اور فطرۃ بھي دلالت کرتی ہے چہ جائے کہ اس کے وجود پر شرعی دلائل بہت زیادہ ہیں:

1 ـ اللہ تعالی کي موجودگی پر فطرتی دلیل: ہر مخلوق فطرتی طور پر اپنے بغیر کسي سوچ یا تعلیم کے اپنےخالق پر ایمان رکھتی ہے، اور اس فطرت کے مقتضی سے اسے کوئي بھي علیحدہ نہیں کرسکتا لیکن جس کے دل پر کوئي ایسی چیز آجائے جو اسے اس سے دور کر دے.

اسي لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" ہر بچہ فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے لیکن اس کے والدین یا تو اسے یہودي بنا دیتےہیں یا پھر عیسائي یا مجوسي " صحیح بخاري حدیث نمبر (1358) صحیح مسلم حدیث نمبر (2658) .

2 ـ اور اللہ تعالی کے وجود پر عقلی دلیل یہ ہے کہ: یہ ساری مخلوق جو پہلے تھی اور آنے والے ہے اس کا ضرور کوئی خالق ہے جس نے اسے مخلوق کو عدم سے وجود دیا، کیونکہ یہ تو ممکن ہی نہیں کہ مخلوق اپنے نفس کي خود موجود ہو.

اس مخلوق کے لئے ممکن نہیں کہ وہ اپنے آپ نفس کو خود ہي وجود میں لے آئے کیونکہ کوئي چیز اپنے آپ کو پیدا نہیں کرسکتی اور نہ ہي یہ ممکن ہے، کیونکہ اس کے وجود سے قبل وہ معدوم اور تھي ہی نہیں تو پھر وہ خالق کیسے ہو سکتی ہے؟ !

اور یہ بھي ممکن نہیں کہ وہ حادثاتی طور پر ہو، کیونکہ ہر حادث کا کوئي محدث ہونا ضروري ہے، اور اس لئے کہ اس بدیع اور محکم نظام میں اس کا موجود ہونا اسباب اور مسبب میں ربط ہے، اور کائنات کا بعض کے ساتھ بعض کا ربط اور تعلق اس میں قطعی مانع ہے کہ یہ حادثاتی طور پر وجود میں آیا ہو کیونکہ اس کا وجود اصلا نظام میں ہے ہي نہیں تو پھر یہ باقی رہنے کي صورت میں منتظم کیسے ہوسکتا ہے؟

لھذا جب نہ تو یہ ممکن ہے کہ یہ مخلوقات اپنے نفس کو خود وجود دے سکتی ہیں اور یہ بھي ممکن نہیں کہ حادثاتی طور پر بھي وجود میں نہیں آئیں تو پھر اس کا تعین ہوا کہ اس کا کوئي موجد ہے اور وہ اللہ رب العالمین ہے.

اللہ تعالی نے یہ عقلی دلیل اور قطعی برہان سورہ طور میں ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

کیا یہ بغیر کسي (پیدا کرنے والے) کے خود بخود پیدا ہو گئے ہیں؟ یا یہ خود پیدا کرنے والے ہیں؟ الطور (35) .

یعنی وہ بغیر کسي خالق کے پیدا نہیں ہوئے، اور نہ ہی انہوں نے اپنے آپ کو خود پیدا کیا ہے تو یہ تعین ہو گیا کہ ان کا خالق اللہ تعالی تبارك وتعالی ہی ہے.

اور اسي لئے جب جبیر بن مطعم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۃ الطور کي تلاوت کرتے ہوئے سنا اور جب وہ اس آیت پر پہنچے:

کیا یہ بغیر کسي (پیدا کرنے) والے کے خود بخود پیدا ہو گئے ہیں؟ یا یہ خود پیدا کرنے والے ہیں؟ کیا انہوں نے ہی آسمان وزمین کو پیدا کیا ہے؟ بلکہ یہ یقین نہ کرنے والے لوگ ہیں، یا کیا ان کے پاس تیرے رب کے خزانے ہیں ؟ یا یہ ان خزانوں کے داروغہ ہیں؟ الطور (35 ـ 37)

اورجبیر اس وقت مشرك ہونے کےباوجود کہنے لگے: میرا دل نکل کر اڑنے لگا اور یہ میرے دل میں ایمان کي سب سے پہلی کرن تھی. اسے امام بخاري رحمہ اللہ تعالی نے کئي ایك مقام پر بیان کیا ہے.

اس کي مزید وضاحت کے لئے ہم ایك مثال بیان کرتےہیں:

اگر کوئي شخص آپ کو ایك پختہ محل کي کے متعلق بتائے جسے باغات نے گھیر رکھا اور اس کے درمیان نہریں جاریں ہوں اور وہ محل قالینوں اور پلنگوں سے بھرا ہوا ہو اور کئي قسم کي زینت والی اشیاء سے مزین کیا گیا ہو تو وہ شخص کہے کہ یہ محل اور اس میں جو کچھ ہے اس نے اپنے آپ کو خود بنایا ہے یا یہ حادثاتی طور پر بغیر کسي

موجود کے ہی بن گیا، تو آپ فورا انکار کریں گے اور اسے جھوٹا اور کذاب قرار دیں گےاور اس کي اس بات کو بے وقوفي قرار دینگے.

تو کیا اس کے بعد اس وسیع آسمان وزمین اور یہ سارا فلك جو ظاہر اور محکم اور مضبوط ہے اس نے کیا اپنےآپ کو خود وجود دیا ہے یا یہ سب کچھ حادثاتی طور پر بغیر کسي موجد کے ہي بن گیا ہے؟

اور اس دلیل کو تو ایك صحراء میں رہنے والا خانہ بدوش سمجھ گیا اور اس نے اسے اپنے اسلوب میں بیان کیا، جب کسي نے اس سے پوچھا کہ تو نے اپنے رب کو کیسے پہچانا؟

تو اس خانہ بدوش کا جواب تھا: اونٹ کي مینگنی اونٹ پر دلالت کرتی ہے اور پاؤں کے نشانات چلنے کي دلیل ہیں، تو برجوں والا آسمان اور راستوں والی زمین اور موجوں والے سمندر کیا یہ سننے اور دیکھنے والے پر دلالت نہیں کرتے؟ !!

دوم: اللہ تعالی کي ربوبیت پر ایمان:

یعني یہ ایمان رکھنا کہ وہ رب اکیلا ہے اس کا کوئي شریك نہیں اور نہ ہی اس کا کوئي معین ومددگار ہے.

اور رب وہ ہے جس کی مخلوق، اور بادشاہي ہو اور وہ مدبر ہو اور تدبیر اسی کی ہے، اللہ تعالی کے علاوہ خالق کوئي نہیں اور نہ ہی اللہ کے سوال کوئي مالك ہے اور امور کي تدبیر کرنے والا اللہ کے سوا کوئي نہیں.

فرمان باری تعالی ہے:

یاد رکھو اللہ ہی کے لئے خاص ہے خالق ہونا اور حاکم ہونا الاعراف (54)

اور ایك مقام پر اس طرح فرمایا:

آپ کہہ دیجئے کہ وہ کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے روزی دیتا ہے یا وہ کون ہے جو کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار کرتا ہے اور وہ کون ہے جو زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کي تدبیر کرتا ہے ؟ وہ ضرور یہی کہیں گے کہ اللہ ، تو ان سے کہیں کہ پھر تم کیوں نہیں ڈرتے یونس (31) .

اور ایك مقام پر فرمایا:

وہ آسمان سے لے کر زمین تك ہر کام کي تدبیر کرتا ہے پھر وہ اسی کي طرف چڑھ جاتا ہے السجدة (5) .

اور ايك مقام پر ارشاد ربانى ہے:

يہى ہے اللہ تم سب كو پالنے والا اسى كي سلطنت ہے، اور جن كوتم اللہ كے سوا پكار رہے ہو وہ تو كھجور كي گٹھلى كے چھلكے كے بھى مالك نہيں فاطر (13).

اور سورۃ فاتحہ ميں اللہ تعالى كے اس فرمان وہ جزا كے دن كا مالك ہے الفاتحۃ (4) پر غور كريں اور متواتر قرات ميں ملك يوم الدين بھي آيا ہے كہ وہ يوم جزا كا بادشاہ ہے، اور جب ان دونوں قراتوں كو جمع كريں تو بديع معنى ظاہر ہو گا، لھذا ملك سلطہ و قوت ميں مالك سے زيادہ بليغ معنى ہے ليكن بعض اوقات بادشاہ صرف نام كا ہى بادشاہ ہوتا ہے نہ كر تصرف كا، يعني وہ كسي چيز ميں تصرف كي قدرت نہيں ركھتا، تو اس وقت ملك تو ہے ليكن مالك نہيں اور جب يہ دونوں جمع ہو گئے كہ اللہ تعالى مالك بھى ہے اور بادشاہ بھى تو يہ تدبير اور ملك سے يہ معاملہ پورا ہوگيا.

سوم: اللہ تعالى كي الوہيت پر ايمان:

يعنى وہ معبود برحق ہے اس كا كوئي شريك نہيں.

اور الہ مالوہ يعنى معبود كے معنى ميں ہے مبحت اور تعظيم ميں، اور لا الہ الا اللہ كا بھي يہى معنى ہے: يعنى اللہ تعالى كےسوا كوئي حقيقى معبود نہيں: اللہ تعالى كا فرمان ہے:

اور تمہارا معبود ايك ہى ہے اس كے علاوہ كوئي معبود نہيں وہ رحمن بھى اور رحيم بھي البقرۃ (163) .

اور ايك دوسرے مقام پر اس طرح فرمايا:

اللہ تعالى، فرشتے، اور اہل علم اس بات كي گواہي ديتے ہيں كہ اللہ تعالى كے سوا كوئي معبود برحق نہيں اور وہ عدل كو قائم ركھنے والا ہے، اس غالب اور حكمت والے كے سوا كوئي عبادت كے لائق نہيں آل عمران (18)

اور اللہ تعالى كے ساتھ اللہ كے علاوہ جس كو بھي الہ اور معبود بنايا جائے اور اس كي عبادت كي جائے تواس كي الوہي باطل ہے.

فرمان بارى تعالى ہے:

يہ سب اس ليے كہ اللہ ہى حق ہے اور اس كے سوا جسے بھى يہ پكارتے ہيں وہ باطل ہے ، بيشك اللہ تعالى بلندى والا اور كبريائى والا ہے الحج (62)

اور انہيں معبود اور الہ كا نام دينے سے انہيں الوہيت كا حق حاصل نہيں ہوجاتا، اللہ تعالى نے (لات اور عزى اورمناۃ

) كے باره ميں فرمايا:

يہ تو سوائے ناموں كے كچھ نہيں جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے ركھ ليے ہيں اللہ تعالى نے ان كي كوئي دليل نہيں اتارى النجم (23).

اور اللہ تعالى نے يوسف عليہ السلام كے باره ميں فرمايا كہ انہوں نے اپنے قيدى ساتھيوں سے كہا:

{اے ميرے قيد خانے كےساتھيو! كيا متفرق كئي ايك پروردگا بہتر ہيں ؟ يا ايك اللہ زبردست طاقت ور؟

اس كے سوا تم جن كي پوجا پاٹ كر رہے ہو وہ سب نام ہى نام ہيں جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے خود ہى گھڑ ليے ہيں اللہ تعالى نے اس كي كوئي دليل نازل نہيں فرمائى} يوسف (40)

لھذا كوئي بھي عبادت كا مستحق نہيں صرف ايك اللہ ہى كي عبادت كي جائےگي اس كےعلاوہ كسي كي نہيں، اور اس حق ميں كوئي ايك بھي شريك نہيں ہو سكتا، نہ تو كوئي مقرب فرشتہ اور نہ ہى كو مبعوث كردہ رسول اور نبى، اسى ليے سب انبياء كرام كي دعوت اول سے ليكر آخرتك يہى تھى كہ لا الہ الا اللہ اللہ تعالى كي علاوہ كوئي معبود برحق نہيں.

فرمان بارى تعالى ہے:

اور آپ سے قبل جو نبى بھي ہم نے بھيجا اس كي طرف يہى وحى كي كہ ميرے علاوہ كوئي معبود برحق نہيں لھذا ميرى ہى عبادت كرو الانبياء (25)

اور ايك مقام پر فرمايا:

ہم نے ہر امت ميں رسول بھيجا كہ لوگو صرف اللہ كي عبادت كرو اور اس كے سوا تمام معبودوں سے بچو النحل (36)

ليكن ان مشركوں نے اس كا انكار كيا اور اللہ تعالى كے علاوہ كئي ايك كو الہ بنايا اور اللہ سبحانہ وتعالى كے ساتھ ان كي بھي عبادت كرنے لگےاور ان سے مدد و استغاثہ مانگنےلگے.

چہارم: اللہ تعالى كے اسماء اور اس كي صفات پر ايمان:

يعنى: اللہ تعالى نے جو كچھ اپنى كتاب عزيز ميں اپنے ليے ثابت كيا ہے اور سنت نبويہ ميں نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے اللہ تعالى كے ليے جو اسماء وصفات بيان كيے ہيں انہيں اللہ تعالى كي شايان بغير كسي تحريف اور اور تمثيل اور بغير كوئي كيفيت بيان كيے اور اس كي تاويل اور انہيں معطل كيے بغير ان پر ايمان ركھنا اور انہيں ثابت كرنا.

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

اور اللہ تعالی کے لیے ہی اچھے اچھے نام ہیں تم اسے انہیں ناموں سے پکارو اور جو لوگ اس کے ناموں میں الحاد کرتے ہیں انہیں چھوڑ دو عنقریب انہیں ان کے اعمال کي سزا دی جائے گی الاعراف (180)

لھذا یہ آیت اللہ تعالی کے اسماء حسنی کےاثبات کي دلیل ہے اور ایك دوسرے مقام پر اللہ تعالی کا فرمان ہے:

اسي کي بہترین اور اعلی صفت ہے آسمانوں اور زمین میں بھی اور وہی غلبے والا اور حکمت والا ہے الروم (27) .

اور یہ آیت اللہ تعالی کي صفات کمال کے اثبات کي دلیل ہے، کیونکہ المثل الاعلی یعنی کامل اور اکمل وصف ہے، تو دونوں آیتیں اللہ تعالی کے اسماء حسنی اور بلند صفات کو عمومی طور پر ثابت کرتی ہیں، اور کتاب و سنت میں اس کي تفصیل بہت زیادہ ہے.

اور یہ باب بھی علم کے ابواب میں سے ایك باب ہے یعنی اللہ تعالی کے اسماء اور اس کي صفات ایك ایسا مسئلہ ہے جس میں امت کے اکثر افراد کے مابین اختلاف پایا گیا ہے اور اللہ تعالی کے اسماء اور صفات کے متعلق امت کئي ایك فرقوں میں بٹ گئي ہے .

اور اس اختلاف میں ہمارا موقف وہی ہے جس کا ہمیں اللہ تعالی نےحکم دیا ہے :

فرمان باري تعالی ہے:

لھذا اگر تم کسي چیز میں اختلاف کرو تو اسے اللہ تعالی اور اس کے رسول کي طرف لوٹاؤ اگر تم اللہ تعالی اوریوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو النساء (59).

لھذا ہم یہ تنازع اوراختلاف اللہ تعالی کي کتاب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کي سنت پر پیش کرتے ہیں اور اس میں صحابہ کرام رضي اللہ تعالی عنہم اور تابعین عظام کي ان آیات اور احادیث میں فہم اور سمجھ سے راہنمائی حاصل کرتے ہیں، کیونکہ وہ امت سے اللہ تعالی اور اس کے رسول کي مراد کو سب سے زیادہ جاننے والےہیں، عبد اللہ بن مسعود رضي اللہ تعالی عنہ نے سچ فرمایا: وہ نبي کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کي صفت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

(تم میں جو کوئي بھي کوئي طریقہ اختیار کرنا چاہتا ہے تو وہ فوت شدگان کے طریقہ پر چلے کیونکہ زندہ شخص سے فتنہ کا ڈر رہتا ہے، نبي کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اس امت کے سب سے نیك دل اور علمی گھرائی رکھنے والے اور سب سے کم تکلف کرنے والے تھے وہ ایسی قوم تھے جنہیں اللہ تعالی نے اپنا دین پھیلانے کے لیے اور اپنے نبی کي صحبت کے لیے چن رکھا تھا لھذا ان کے حق کو پہچان کرو اور ان کے طریقہ پر چلو کیونکہ وہ

صراط مستقيم پر تھے) .

اور اس مسئلہ ميں جو كوئي بھي امت كے سلف كے طريقہ سے ہٹا اس نے غلطى كي اور گمراہ ہو گيا، اور اس نے مومنوں كے علاوہ دوسرے راستے كي پيروي كي اور مندرجہ ذيل فرمان باري تعالى ميں جو وعيد ہے اس كا مستحق ٹھرا :

فرمان بارى تعالى ہے:

جو شخص باوجود راہ ہدايت كے واضح ہو جانے كے بھى رسول صلى اللہ عليہ وسلم كي مخالفت كرے اور تمام مومنوں كي راہ چھوڑ كر چلے ہم اسے ادھر ہى متوجہ كرديتے ہيں جدھر وہ خود متوجہ ہوا اور اسے دوزخ ميں ڈاليں گے اور پہنچنے والى يہ بہت برى جگہ ہے النساء (115)

اور اللہ تعالى نے ہدايت كے ليے يہ شرط لگائى ہے كہ ايمان اس طرح كا ہونا چاہئے جس طرح كا ايمان نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے صحابہ كرام لائے تھےاس كو بيان كرتے ہوئے اللہ تعالى نے فرمايا:

اگر وہ اس طرح ايمان لائيں جس طرح تم ايمان لائے ہو تو پھر وہ ہدايت يافتہ ہيں البقرۃ (137) .

لھذا جو بھي سلف كے طريقہ سے ہٹا اور دور ہوا تو اس كي ہدايت ميں مقدار سے نقص پيدا ہوا جتنا وہ سلف كے راستے سے دور ہوا .

تو اس بنا پر اس مسئلہ اور باب ميں يہ واجب اور ضروري ہے كہ اللہ تعالى نے جو اپنے ليے ثابت كيا ہے يا نبي كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے اللہ تعالى كے ليے جو اسماء و صفات ثابت كيے ہيں وہ ثابت كيے جائيں اور كتاب و سنت كي نصوص كو اس ميں ظاہر پر ہي رہنے ديں ، اور ان پر اس طرح ايمان لائيں جس طرح صحابہ كرام ايمان ركھتے تھے، امت ميں سب سے افضل اور زيادہ علم ركھنے والے ہيں.

ليكن يہ جاننا بھي ضروري اور واجب ہے كہ يہاں چار ممنوعات يا محذورات ہيں جو كوئي بھي ان ميں پڑ گيا اس كا اللہ تعالى كے اسماء وصفات پر اس طرح ايمان نہيں جس طرح ايمان لانا واجب ہے، اور جب تك يہ ممنوعات يا محذورات سے بچا نہ جائے اور ان كي نفى نہ ہو اس وقت تك اسماء وصفات پر ايمان صحيح نہيں ہوتا وہ چار محذورات يہ ہيں:

تحريف، تعطيل، تمثيل، اور تكييف:

اسي ليے ہم نے اللہ تعالى كےاسماء وصفات پر ايمان كے معنى ميں كہا تھا اسماء و صفات پر ايمان يہ ہے كہ:

(اللہ تعالى نے اپنى كتاب ميں جو كچھ اپنے ليے اسماء و صفات ثابت كيے ہيں يا رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كي

سنت نے ان پر اس طرح ايمان لانا جو اللہ تعالى كي شايان شان ہے بغير كسي تحريف اور كيفيت اورمثال بيان كيے اور نہ ہى انہيں معطل كيا جائے)

ذيل ميں ہم ان چاروں محذورات كا بيان كرتے ہيں:

1 ـ تحريف:

اس سے كتاب و سنت كي نصوص كے معانى كو بدلنا مراد ہے كہ انہيں اس حقيقى معنى سے جس پر يہ نصوص دلالت كرتى ہيں بدل كر كسي دوسرے معنى ميں لے جانا، كہ ان اسماء اور صفات كو كسي اور معنى ميں بيان كرنا جو اللہ تعالى اور اس كے رسول صلى اللہ عليہ وسلم سے وارد نہيں.

اس كي مثال يہ ہے كہ : تحريف كرنے والوں نے يد ہاتھ جو كہ بہت سي نصوص سے ثابت ہے كو ہاتھ كے معنى سے بدل كر اسے نعمت اور قدرت كے معنى ميں ليا ہے.

2 ـ التعطيل:

تعطيل سے مراد اللہ تعالى سے اس كے سب اسماء حسنى اور بلند صفات كي نفى يا اس ميں سے كچھ كي نفى ہے.

لھذا جس نے بھي اللہ تعالى سے اس كے كسي اسم يا صفت كي نفى كي جو قرآن و سنت سے ثابت ہيں اس كا اللہ تعالى كے اسماء اور صفات پر ايمان صحيح نہيں.

3 ـ التمثيل:

يہ اللہ تعالى كي صفات كو مخلوق كي صفات سے مثال دينا، مثلا يہ كہنا كہ: اللہ تعالى كا ہاتھ مخلوق كے ہاتھ كي مثل ہے، يا اللہ تعالى مخلوق كي مثل سنتا ہے، يا اللہ تعالى عرش پر اس طرح مستوى ہے جس طرح انسان كرسى پر مستوى ہوتا ہے. اسي طرح دوسرى صفات ميں .

اور اس ميں كوئي شك نہيں كہ اللہ تعالى كي صفات كو اس كي مخلوق كي صفات كے ساتھ ملانا اور تشبيہ دينا ايك برائي اور باطل كام ہے.

فرمان بارى تعالى ہے:

اس كي مثل كوئي نہيں اور وہ سننےوالا ديكھنے والا ہےالشورى(11)

4 ـ التكيف:

يعنى كيفيت بيان كرنى: يہ اللہ تعالى كي صفات كي كيفيت اور حقيقت كي تحديد كرنا، انسان اپنے دل كے اندازے يا زبان كےساتھ قول سے اللہ تعالى كي صفت كي كيفيت كي تحديد كرے.

اور يہ قطعى طور پر باطل ہے، اور كسي بشر كے ليے اس كا جاننا ممكن ہى نہيں. فرمان بارى تعالى ہے:

اور اس كے علم كا احاطہ كر ہى نہيں سكتے طہ (110) .

لھذا جس نے بھى يہ چاروں امور مكمل كرليے اور ان سے دور رہا تو اس كا ايمان صحيح اور مكمل ہے.

اللہ تعالى سے ہمارى دعا ہے كہ وہ ہميں اس ايمان پر ثابت قدم ركھے اور اسى پر موت دے. ديكھيں: رسالۃ شرح اصول الايمان تاليف شيخ ابن عثيمين

واللہ اعلم .